

U0039









# الحجاب في القرآن

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلي على رسولہ الكريم

تمہید

مسلمانوں میں بعض ایسے مسائل موضوع بحث بن گئے ہیں جن کا قرآن نے نفیاً یا اثباتاً کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے لیکن غلطی سے وہ مسائل قرآن کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ اور ان میں دو فریق ہو گئے ہیں؟ ایک اثبات کا مدعی ہے ایک نفی کا۔ مثلاً نظام حکومت کے مسئلہ میں دو فریق باہم معرکہ آرا ہیں؟ ایک کا دعویٰ ہے کہ اسلام نے جمہوری نظام حکومت کا حکم دیا ہے دوسرے کا دعویٰ ہے کہ شخصی نظام کی تلقین کرتا ہے۔ دونوں فریق اپنی اپنی تائید میں بعض آیات قرآنی پیش کرتے ہیں حالانکہ نہ تو قرآن جمہوری نظام کا حکم دیتا ہے نہ شخصی نظام کا بلکہ اس نے مسلمانوں کو اس معاملہ میں مختار کر دیا ہے کہ وقت و موقع کے لحاظ سے جو نظام حکومت مناسب سمجھیں وہ قائم کر لیں خواہ وہ جمہوری ہو یا شخصی؟ اٹھلی ہو یا دستوری۔ بعینہ یہی صورت مسئلہ حجاب کی ہے۔ اس میں بھی دو فریق باہم دست و گریبان ہیں اور ہر دو فریق

کی کوشش ہے کہ قرآن مجید سے اپنی تائید حاصل کی جائے حالانکہ جو آیتیں دونوں فریق اپنے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں وہ کسی خیال پر دلالت نہیں کرتیں - ہر دو فریق کی طرف سے اپنی اپنی تائید میں جس بنا پر آیات قرآنی پیش کی جاتی ہیں وہ یہہ ہے کہ مفسرین کے خیالات اور آراء ذہن میں راسخ ہو گئے ہیں؟ انہیں کی روشنی میں وہ آیتیں دیکھی جاتی ہیں۔ اگر مفسرین کے خیالات اور رائیں خواہ وہ کوئی ہوں ذہن سے خارج کر کے مجرد الفاظ قرآنی پر غور کیا جائے تو آسانی سے فیصلہ ہو سکتا ہے - چنانچہ سطور ذیل میں صرف الفاظ قرآنی سے یہہ دکھلایا گیا ہے کہ جو آیتیں پردہ کی تائید یا تردید میں پیش کی جاتی ہیں ان کا اس مسئلہ سے کہاں تک تعلق ہے -

### غورطلب سوال

اس بحث میں دو باتیں غورطلب ہیں:—

(۱) ہندوستان میں جو پردہ رائج ہے کہ عورتیں گھر کی چار دیواری میں بند رہتی ہیں اور کہیں جاتی آتی ہیں تو تولی وغیرہ میں بند ہو کر؟ کیا یہی شرعی پردہ ہے اور بغیر تولی یا اور کسی پردے دار سولہ کے عورتیں ضرورتاً باہر نہیں جا سکتیں؟

( ۲ ) اگر ضرورتاً بغیر قولی وغیرہ کے باہر جا سکتی ہیں تو کس طرح ؟ یعنی چہرہ چھپا کر یا چہرہ کھول کر ؟

### قرار فی البیوت

ہندوستان میں ایک گروہ ہے جس کا اصرار ہے کہ اس وقت یہاں جو پردہ رائج ہے وہی شرعی پردہ ہے اور وہ اپنی تائید میں آیات ذیل سے استدلال کرتا ہے :

### و قرن فی بیوتکن

اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو

[س ۳۳ : ۳۳]

لیکن لطف یہ ہے کہ ضرورتاً عورتوں کے گھر سے نکلنے کو وہ بھی ناجائز نہیں سمجھتا گو وہ قولی میں ہو یا اور کسی پردے دار سواری میں ؟ چنانچہ بڑے بڑے متشرع اصحاب کی عورتیں دوسروں کے یہاں شادی بیاہ میں شریک ہوتی ہیں اور اپنے اعزا اور اقربا کے یہاں جاتی ہیں ریل میں سفر کرتی ہیں جہاز میں بیٹھ کر حج کو جاتی ہیں - پس ” قرار فی بیوتہا “ نہیں رہتا - وہ گئی قولی وغیرہ - یہ ہندوستان کے سوا کسی ملک میں نہیں ہے نہ کسی زمانہ میں رواج ہوا بلکہ عورتیں باستثناء سفر بلا کسی سواری کے چادر یا



برقعہ اور وہ کر ضروریات کے لئے گھر سے باہر جاتی آتی رہیں - اور اب تک یہی طریقہ چلا آ رہا ہے -

جو لوگ اس آیت سے یہہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ عورتوں کو گھروں میں ٹھہرے رہنے کا حکم نہیں ہے وہ ایک اختلاف قرأت سے فائدہ اٹھاتے ہیں جو تفسیر میں منقول ہے کہ یہہ لفظ وقار سے قرن بالکسر قاف ہے اور آیت کا ترجمہ یہہ کیا جاتا ہے کہ گھروں میں وقار و سکون سے رہو - اس میں شک نہیں کہ گھروں میں بھی وقار و سکون کے ساتھ رہنے کی ضرورت ہے لیکن اگر یہہ کہا جاتا کہ گھروں سے باہر وقار و سکون سے نکلو تو زیادہ معقول اور زیادہ ضروری تھا - لیکن یہہ بحث ہی فضول ہے اختلاف قرأت پر اصرار کرنا قرآن میں تحریف ثابت کرنا ہے خصوصاً ایسا اختلاف قرأت جس سے معنی بدل جاتے ہوں - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لفظ کا بھی اختلاف قرأت منقول نہیں ہے - اس لئے مشہور اور عام قرأت ہی ملحوظ رکھنا چاہئے اور ہر حال میں مشہور قرأت ہی کو ترجیح حاصل ہے قطع نظر اس کے آیت مذکور میں قرن بالفتح قاف سے نقصان ہی کیا ہے؟ ضروریات کے لئے باہر نکلنے کا عدم جواز اس حالت میں بھی ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ آگے ثابت ہوگا - پہلے ایک درایت نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے ، وہ یہہ کہ حضرت سودہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا حکم حجاب کے بعد حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئیں ؟ راستہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے ؟ انہوں نے توکا اور کہا سو وہ خدا کی قسم تم اب بھی ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہو، تم اب کیوں باہر آئیں ؟ یہ سن کر حضرت سو وہ واپس تشریف لے آئیں - اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے ؟ ہفتی آپ کے دست مبارک میں تھی - حضرت سو وہ اندر آئیں اور آپ سے عرض کی یا رسول اللہ میں ضرورت سے باہر گئی تھی لیکن عمر نے مجھ سے یہ یہ کہا - آپ پر وحی آئی ؟ جب وہ حالت رفع ہو گئی تو آپ نے فرمایا تم کو ضروریات کے لئے باہر جانے کی اجازت ہے -

### قرآن سے باہر جانے کا ثبوت

اس روایت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں ؟ اول یہ کہ دوسری قرأت قرن بالکسر قاف والی صحیح نہیں ؟ دوسری یہ کہ عورتیں ضروریات کے لئے باہر جا سکتی ہیں - لیکن یہ ایک خارجی دلیل ہے ؟ اگر یہ روایت ہم تک نہ پہنچتی تو اس آیت کی موجودگی میں ضروریات کے لئے عورتوں کے باہر جانے کا جواز کس طرح ثابت ہوتا ؟ اس کے لئے خود قرآن مجید میں متعدد آیتیں موجود

ہیں جن میں عورتوں کو باہر جانے کے آداب تعلیم فرمائے گئے ہیں - مثلاً

(۱) مؤمنات سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچے رکھا کریں -

(۲) اور اپنی زینت نہ ظاہر کیا کریں -

(۳) اور اپنے پیر اس طرح نہ مارا کریں کہ ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے -

(۴) اپنے اوپر چادریں ڈال لیا کریں کہ یہہ ان کے لئے موجب شناخت ہوا کرے گا تو ان کو کوئی ایذا نہ دے گا -

(۵) جاہلیت اولیٰ کی طرح بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھریں -

احکام نمبر ۴ و ۵ کی مخاطب اول ازواج مطہرات ہی ہیں -

اگر عورتوں کا گھروں کی چار دیواری میں مقید رہنا ضروری تھا تو باہر نکلنے کے آداب تعلیم فرمانے کی ضرورت نہ تھی - اس کے علاوہ خود آیت مذکور سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ عورتیں گھروں میں بند رہیں اور ضروریات

کے لئے باہر نہ آیا جایا کریں چنانچہ پوری آیت  
یہ ہے :-

و قرن فی بیوتکن و لا تبرجن تبرج  
الجاهلیۃ الاولی

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جاہلیتِ اولیٰ کی طرح  
اظہارِ تبجل نہ کرتی پھرو -

[س ۳۳ : ۳۳]

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ قرار فی البیوت کا حکم  
عدمِ تبرج کے مقابلے میں ہے - اگر عورتوں کا ضروریات کے  
لئے بھی باہر جانا ناجائز ہوتا تو اس حکم کی ضرورت  
نہ تھی کہ جاہلیتِ اولیٰ کی طرح بناؤ سلکار نہ دکھاتی  
پھرو کیونکہ اگر عورتیں باہر نہ جائیں اور جائیں تو  
قبولی و غیرہ میں بند ہو کر تو عدمِ تبرج کا مقصد تو خود  
بمقصد حاصل ہو جاتا ہے - پس آیت کا مطلب یہ ہے  
کہ ضروریات کے سوا اس مقصد سے باہر نہ جاؤ کہ بناؤ  
سلکار دکھایا جائے - اس لحاظ سے پردہ اور عدمِ پردہ سے  
اس آیت کا کوئی تعلق نہیں رہتا اور اس تمام بحث کا  
نتیجہ یہ ہے کہ عورتوں کا گھروں کی چار دیواری میں  
محصور رہنا اور ضروریات کے لئے بھی بغیر قبولی و غیرہ کے  
باہر نہ نکلنا شععی پردہ نہیں ہے بلکہ عورتیں ضروریات کے  
لئے باہر نکل سکتی ہیں -

### عمل متواتر

عہد رسالت میں بھی تمام صحابہ کی عورتیں اور خود ازواج مطہرات و بنات طہیبات حج کو تشریف لے جاتی تھیں، جہاد میں مردوں کے ساتھ سفر کرتی تھیں، نماز کے لئے مسجد اور عیدگاہ جاتی تھیں، شادی بیاہ میں دوسروں کے یہاں شریک ہوتی تھیں، قضاے حاجت کے لئے گھروں سے باہر جاتی تھیں - صحابہ کی عورتیں وعظ و نصیحت سننے کو اور مسائل دریافت کرنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں - آنحضرت صلعم نے ہفتہ میں ایک دن مخصوص عورتوں کے لئے تعلیم و وعظ و نصیحت کے لئے مقرر فرما دیا تھا - اس کے علاوہ اپنے اعزا اور اقربا وغیرہ کے یہاں بھی مسلمان عورتیں ملنے کو جایا کرتی تھیں اور نخلستانوں میں کام کے لئے اور بازار میں خرید و فروخت کو اور گھر کے لئے ضروری چیزیں مثلاً پانی وغیرہ لینے بھی جاتی تھیں - یہ سب آمد و رفت بلا دُولی یا اور کسی پردے دار سواری کے ہوا کرتی تھی - مسلمان عورتوں کا یہ طریقہ کل ممالک اسلامیہ میں سوا ہندوستان کے اب تک یہی رہا - موجودہ پردے کی تائید میں بعض روایتیں پیش کی جاتی ہیں - ”د عورت عورت ہے“ جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے“ - ”د عورت اللہ سے اُس وقت بہت قریب ہوتی ہے جب

وہ گھر کے اندرونی حصہ میں ہوتی ہے۔ ” - ” عورت گھر کی تاریکی میں نسا پڑھے۔ ” - ” عورت شیطان کی شکل میں آتی ہے اور شیطان کی شکل میں جاتی ہے۔ ” - یہہ روایتیں عورتوں کے عام رواج کے مقابلہ میں کوئی درجہ نہیں رکھتیں۔ اول تو اُن کی روایتی حیثیت ہی صحت سے عاری ہے اور اگر روایتاً صحیح فرض کر لی جائیں تو یہہ اصلیدان نہیں ہو سکتا کہ رسول خدا کے یہی الفاظ ہیں اور ان میں کسی بیشی نہیں ہوئی۔ دوسرے عمل متواتر ان کی تردید کر رہا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی منشا ہوتا کہ عورتیں گھر سے باہر نہ جایا کریں اور نسا بھی پڑھیں تو گھر کی تاریکی میں تو کم از کم مدینہ میں تو عورتوں کا یہی طرز عمل ہوتا لیکن برخلاف اس کے خود عہد رسالت میں مسلمان خواتین عام اس سے کہ وہ کسی گھرانے کی ہوں ضروریات کے لئے برابر گھر سے باہر آتی جاتی رہیں اور رسول خدا نے کوئی ممانعت نہیں فرمائی۔ جب کہ آپ نے عام خواتین کا یہہ طریقہ جائز رکھا تو وہ منشاء آپ کا ہرگز نہیں ہو سکتا جو ان روایتوں سے مستحیا جاتا ہے کہ عورتیں گھروں میں قید رہیں۔

#### فض بصر

وہ کئی دوسری بحث کہ اگر عورتیں باہر جائیں تو چہرہ چھپا کر جائیں یا چہرہ کھول کر؟ جو اصحاب

کہ اخوی صورت جائز سمجھتے ہیں وہ دو آیتوں سے استدلال کرتے ہیں - پہلی دلیل اُن کی یہ ہے کہ خدا نے مردوں کو حکم دیا ہے کہ ”اپنی نظریں نیچے رکھا کریں“ - اُن کے نزدیک اس سے خدا کا منشاء یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ عورتیں بے نقاب باہر نکلیں کیونکہ اگر عورتیں بے نقاب نہ ہوں تو مردوں کو نظریں نیچے رکھنے کا حکم غیر ضروری ہو جاتا ہے ؟ لیکن میرے خیال ناقص میں یہہ دلیل صحیح نہیں ہے - جس وقت یہہ حکم نازل ہوا ہے اس وقت لونڈیوں اور یہودی عورتوں کا بے پردہ پہرنا مسلم ہے اور خدا کو علم تھا کہ مسلمانوں کا ایسی اقوام سے بھی واسطہ پڑے گا جن کی عورتیں بے نقاب بلکہ نیم برہنہ باہر پھرتی ہیں - اس وجہ سے مسلمان عورتوں کا بے نقاب باہر پہرنا اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا - دوسری بات قابل لحاظ یہہ بھی ہے کہ کیا عام طور سے غیر متشرع اور بظاہر متشرع حضرات نقاب پوش عورتوں کے بعض بعض حصہ جسم پر نظریں جما کر اور چال تہال کی دلکشی سے لطف اندوز نہیں ہوا کرتے اور اُن کی نگاہیں یہہ کوشش نہیں کرتیں کہ نقاب یا گھونگھٹ ہٹ جائے تو چہرے کی جھلک دیکھ لیں ؟ اس لئے غض بصر کی ہر حال میں ضرورت ہے خواہ عورتیں بے نقاب ہوں یا نہ ہوں اور پردہ و عدم پردہ سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں ہے -

## اظہار زینت

دوسری دلیل یہہ آیت ہے :

و لا یبدین زینتہن الا ما ظہر منها

اور اپنی زینت نہ ظاہر کیا کریں لیکن جو اس میں سے  
ظاہر ہو جائے ۔

[س ۲۴ : ۳۱]

اس آیت کے متعلق دو بحثیں ہیں ایک تو یہہ کہ  
زینت سے زینت ہی مراد ہے یا مقامات زینت مراد ہیں -  
ایک فریق کا خیال ہے کہ محض زینت ؟ دوسرے کا خیال  
ہے مقامات زینت - میں پہلے "خیال کا مؤید ہوں اور خدا  
کے الفاظ میں ترمیم و اضافہ پسند نہیں کرتا - اگر ہو  
شخص اپنے اثبات مدعا کے لئے الفاظ قرآنی میں ترمیم و  
اضافہ کر لیا کرے تو قرآن کلام خدا نہیں رہتا بلکہ بازیچہ  
اطفال ہو جاتا ہے ؟ اور اس طرح ہر شخص جو مسئلہ  
چاہے قرآن کے کچھہ الفاظ کہتا بڑھا کر ثابت کر دے - اس  
لئے میرے نزدیک زینت سے مقامات زینت سمجھنا نری  
زبردستی ہے - اگر خدا کا مقصد مقامات زینت چھپانے  
سے تھا تو وہ خود فرما سکتا تھا اور مقامات بھی متعین  
فرما دیتا کہ فلاں فلاں حصہ جسم مقام زینت ہے -  
اس بات کی ضرورت نہ تھی کہ بعد میں کوئی فقہ



یا مجتہد صاحب اپنے قیاس و رائے سے اضافہ فرمائیں - کسی قوم میں مقام زینت سر بھی ہے ، کان بھی ہے ، ناک بھی ہے ، گلا بھی ہے ، سینہ بھی ہے ، ہاتھ کی انگلیاں بھی ہیں ، اور بازو بھی ہیں ، اور پیر بھی ہے ، اور پیروں کی انگلیاں بھی ہیں ، اور کسی قوم میں سواہ گلے کے اور کوئی عضو مقام زینت نہیں ہے - جو لوگ پردہ پر اس آیت سے استدلال کرتے ہیں یہہ انہیں کی ایجاد ہے کہ اس میں زینت سے مقامات زینت مراد ہیں - کیا وہ لوگ اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ جن اقوام میں مقام زینت صرف گلا ہے وہ صرف گلا چھپا لیا کریں اور کسی حصہ جسم کے چھپانے کی مثلاً سر یا چہرہ کی ان کو ضرورت نہیں ہے ؟ میرے نزدیک مقامات زینت کہنے کی ضرورت بھی نہیں تھی ، جو عورت اپنے کانوں کا گلے کا بازو کا اور ہاتھوں کا زیور یا رنگین لباس چھپائے گی تو مقامات زینت خود چھپ جائیں گے -

دوسری بحث یہہ ہے کہ ماحظہر منہا میں چہرہ داخل ہے یا نہیں ؟ ایک خیال یہہ ہے کہ چہرہ داخل نہیں دوسرا خیال یہہ ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ پہنچوں تک داخل ہیں - لیکن الفاظ قرآنی دونوں تفسیروں پر دلالت نہیں کرتے - یہہ بالکل زائد از قرآن باتیں ہیں -

قرآنی الفاظ کا صرف اس قدر مطلب ہے کہ عورتیں  
 بجز ان اشخاص کے جن کی اجازت ہے اور سب مردوں  
 سے زینت و آرائش چھپایا کریں۔ اگر اتفاقیہ یا ضرورت و  
 مجبوری سے کچھ زینت و آرائش ظاہر ہو جایا کرے تو  
 کوئی حرج نہیں ہے اس میں چہرے کا چھپانا یا نہ  
 چھپانا کسی طرح داخل نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک عورت  
 اپنے ملکی یا قومی رواج یا مصالح کی وجہ سے یا کسی  
 مذہبی خیال یا شرم و ناموس کی بنا پر چہرہ چھپاتی  
 ہے لیکن ضرورتاً مثلاً خرید و فروخت کے موقع پر کسی  
 چیز کے لینے میں ہاتھوں کی چوڑیاں یا کنگن وغیرہ اور  
 انگوٹھی چھلے کھل جاتے ہیں یا پیروں کا زیور چلنے میں  
 ظاہر ہو جاتا ہے یا رنگین ڈوپٹہ یا لہنگا یا سایہ یا  
 پاجامہ کا کچھ حصہ ہوا سے کھل جاتا ہے یا کوئی غریب  
 شریف عورت ہے اس کے پاس اتنی وسیع چادر یا برقعہ  
 نہیں ہے کہ پیروں تک اپنا بدن چھپا سکے اور کچھ  
 حصہ اس کے رنگین لباس کا ظاہر ہو جاتا ہے تو اس  
 آیت کا صرف اس قدر منشا ہے کہ وہ عورت قابل الزام  
 نہیں ہے؟ اس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ وہ چہرہ یا ہاتھ  
 کھلے رکھے اگر کوئی عورت اس قدر احتیاط کرتی ہے کہ  
 ہاتھ پیر کا زیور بھی ظاہر نہیں ہونے دیتی بلکہ ہاتھوں  
 میں دستان پہن کر نکلتی ہے کہ اگر ہاتھ نکالنے کی  
 ضرورت ہو تو انگلیاں بھی نظر نہ آئیں تو وہ اس احتیاط

میں یورپ اختیار رکھتی ہے کیونکہ کسی کام کی اجازت سے اس کے خلاف کرنے یا اس اجازت سے خواہ نخواستہ فائدہ اٹھانا لازمی و ضروری نہیں ہو جاتا اور جب کہ یہہ کہا جائے کہ اس کام میں کوئی حرج نہیں ہے تو اس کا یہہ مطلب بھی نہیں ہوتا کہ ضرورت و بلا ضرورت بے احتیاطی ہی کی جائے - آیت زیر بحث کا مضمون اسی قسم کا ہے اس لئے اس آیت سے چہرہ کھولنے کا استدلال کسی طرح صحیح نہیں - اسی طرح اس آیت سے چہرہ چھپانے کا بھی استدلال نہیں ہو سکتا - اگر کوئی عورت کان، گلا، بازو، پہنچے، اور پیہر چھپاتی ہے جس میں وہ زیور پہنے ہوئے ہے اور ایسا رنگین لباس چادر یا برقعہ وغیرہ سے تھانپ لیتی ہے لیکن چہرہ کھلا رکھتی ہے کیونکہ اس کے یہاں قومی یا ملکی ضرورت یا مصالح چہرہ چھپانے پر مجبور نہیں کرتے نہ اس کی قوم یا ملک یا شہر یا قصبے میں رواج ہے تو آیت زیر بحث میں کوئی لفظ نہیں ہے جو چہرہ چھپانے پر دلالت کرتا ہو - بعض لوگ یہہ کہتے ہیں کہ آنکھوں میں سرمہ لگایا جاتا ہے وہ بھی ایک زینت ہے اس لئے چہرہ چھپانا چاہئے - اس دلیل سے اول تو صرف آنکھوں تک گھونگھٹ نکالنے کا ثبوت ہوتا ہے، دوسرے اگر عورت آنکھیں نیچتی کر کے باہر جائے گی جیسا اس کو حکم ہے تو سزمہ نظر نہیں آ سکتا - تیسرے اگر عورت

آنکھیں نہ چھپائے مظهر منہا میں آجائیں گی -  
چوتھے اگر آنکھوں میں سرمہ نہ ہو تو پھر تو چہرہ کھولنے  
کی اجازت دے دی جائے گی؟ غرضکہ اس آیت سے نہ  
تو چہرہ کھولنے کا ثبوت ہوتا ہے نہ چہرہ چھپانے کا، اس  
لئے پردہ کی بحث سے یہہ آیت بھی غیر متعلق ہے -

### سوال پس پردہ

جو اصحاب منہ چھپا کر باہر نکلنے کی ضرورت  
سمجھتے ہیں وہ آیت ذیل سے استدلال کرتے ہیں :

و اِذَا سَأَلْتَهُنَّ مَتَاعًا فَسَلُوهُنَّ مِنْ  
وَرَاءِ حِجَابٍ ۝

اور جب تم (ازواج پیغمبر) سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے  
پیچھے سے مانگو -

[س ۳۳ : ۵۳]

تعجب ہے کہ اس آیت سے کس طرح پردے پر استدلال  
کیا جاتا ہے - اوپر جو دو سوال درج کئے گئے ہیں ان  
میں سے ایک کا بھی جواب اس آیت میں نہیں ہے -  
اس میں صرف ایک معاشری مسئلہ تعلیم کیا گیا ہے -  
آداب معاشرت اور تہذیب کا ایک ضروری اور لازمی جزو  
یہہ بھی ہے کہ اپنے پیغمبر یا امام و پھشوا کی ازواج سے  
جو چیز مانگی جائے وہ پس پردہ مانگی جائے بلکہ جو

خواتین اپنے ملکی یا قومی رواج یا کسی مذہبی خیال سے پردہ کرتی ہیں ان سے بھی جو سوال کیا جائے وہ پس پردہ کیا جائے اور جو عورتیں پردہ نہیں کرتیں ان کے گھروں میں بھی بلا اجازت داخل ہونا مذہب و اخلاق اور تہذیب کی دو سے ممنوع ہے یہاں تک کہ اپنے اعزا و اقربا کے گھروں میں بھی بلا اجازت جانا معیوب ہے کیونکہ گھروں میں عورتیں عموماً متخلع بالطبع ہوتی ہیں؟ اگر اجازت دے دی جائے تو پھر بے تکلف گھر میں جا سکتے ہیں؟ چنانچہ اسی آیت میں اذن کے بعد اندر آنے کی اجازت ہے اور ایک آیت اور ہے

یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتاً  
غیر بیوتکم حتی تستانسوا و تسلموا  
علی اہلہا - ذلکم خیر لکم لعلکم  
تذکرون ○

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سرا دوسرے گھروں میں جب تک اجازت نہ لو اور گھروالوں کو سلام نہ کرو داخل نہ ہو - یہاں تمہارے حق میں بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو -

[س ۲۴ : ۲۷]

اجازت کے بعد پردہ کرنے والی ہیں وہ چھپیں گی اور جو پردہ نہیں کرتی ہیں وہ نہ چھپیں گی - اس وقت

ان سے بالمشافہ سوال کیا جا سکتا ہے - فرض پردہ کی بحث سے یہہ آیت بھی خارج ہے -

### ادناء جلباب

ایک آیت اور ہے جس سے حامیان پردہ استدلال کرتے ہیں - وہ آیت حسب ذیل ہے :

یا ایہا النبی قل لا زواجک و بناتک  
و نساء المؤمنین یدنین علیہن  
من جلا بیبہن - ذلک ادنیٰ ان  
یعرفن فلا یؤذین - و کان اللہ  
غفوراً رحیمًا ۝

اے پیغمبر! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی  
مورتوں سے کہہ دو کہ اپنی چادریں اوڑھ لیا کریں -  
یہہ امر ان کے لئے موجب شناخت ہوا کرے گا تو  
ان کو کوئی ایذا نہ دے گا - اور خدا بخشنے والا  
مہربان ہے -

[س ۳۳ : ۵۹]

اس آیت کے معنی و تفسیر میں بہت تکلفات کئے جاتے ہیں، ایک تو لفظ ادناء پر بحث کی جاتی ہے کہ اس کے اصلی معنی قریب کرنے کے ہیں، پھر قریب کرنے کے معنی لتکانے کے لئے جاتے ہیں اور لتکانے سے

گھونگھٹ کا لٹکانا مراد لیا جاتا ہے - صاف ظاہر ہے کہ یہہ نرا تکلف ہی تکلف ہے - اگر ادناء کے اصلی معنی قریب کرنے کے ہیں تو چادر بغل میں داب لی جائے جب بھی قریب ہو جائے گی اور اگر شانہ پر ڈال لی جائے جب بھی قریب ہو جائے گی اور اگر پاس رکھ لی جائے تب بھی قریب ہو جائے گی، اس لئے قریب کرنے کے معنی لٹکانا لیا جانا پھر گھونگھٹ کا لٹکانا مراد لیا بالکل بے معنی باتیں ہیں - صاف و سیدھے معنی جو موقع و محل کے بالکل مناسب ہیں وہ یہی ہو سکتے ہیں کہ چادریں اپنے اوپر ڈال لی جائیں اور اردو متکاوڑے کے مطابق یوں ترجمہ کیا جائے گا کہ اوڑھ لی جائیں خواہ گھونگھٹ نکالا جائے یا نہ نکالا جائے؟ تعمیل حکم دونوں صورتوں میں ہو جاتی ہے - دوسرے لفظ جلباب پر بحث کی جاتی ہے - ایک مفسمون نگار صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ :

اس آیت میں بے پردگی کے حامی لفظ جلباب کی خوب کھینچا تانی کیا کرتے ہیں حالانکہ اس میں کوئی بھی ایسی بات نہیں جس میں کوئی مشکل پیش آئے مگر کچھ روی کا کیا علاج؟ جلباب لفظ جلب سے ہے جو بحیثیت اسم جُلب و جلب دونوں طرح سے پڑھا جاتا ہے اور

اس کے معنی رات کی تاریکی اور بے آب بادل کے ہیں اور بحیثیت فعل جَلْب کے معنی کھینچنے کے ہیں، اس لحاظ سے دھلی کی زبان میں اس کے معنی اس اندھیری کے ہوئے جو بہشتی گھروں میں آتے وقت اپنے منہ پر ایک لال رنگ کا کپڑا ڈال لیا کرتے ہیں تاکہ گھر کی عورتوں کو گھر میں جا کر چھپنے کی ضرورت نہ ہو۔ یہہ اندھیری منہ پر ڈالی جاتی ہے نہ کمر پر اور جب یہہ لفظ عورتوں کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی اس کپڑے کے ہوتے ہیں جس سے منہ پر اندھیرا کیا جائے یا اسے سر پر کھینچ کر ڈال لیا جائے۔ اسے ہندوستان کی زبان میں برقعہ کہتے ہیں۔

فاضل مضمون نگار نے ثبوت بہت اچھا پیش کیا کہ حامیان بے پردگی خوب کھینچا تانی کیا کرتے ہیں اور یہہ مسئلہ بھی صاف کر دیا کہ درحقیقت اس فتوے کا مستحق کون ہے۔ مجھے اس پر ایک قصہ یاد آیا کہ ایک لالہ صاحب کسی رئیس کے یہاں گھر کا حساب کتاب لکھنے پر ملازم تھے وہ بجائے گوشت کے ہر جگہ خاک لکھا کرتے تھے جب رئیس کے سامنے پہلی مرتبہ حساب پیش ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ خاک ا آنہ



خاک ۱ روپیہ، خاک ۲ آنہ، خاک ۳ آنہ، لکھا ہوا ہے۔ وہ دیکھ کر سخت حیران ہوئے کہ باروچی خانہ میں خاک کس کام کے لئے آتی ہے؟ لالہ صاحب سے دریافت کیا کہ یہ خاک کیا بلا ہے کس نے منگوائی کس غرض سے آئی اور کیسی خاک ہے؟ تو لالہ صاحب نے فرمایا حضور خاک کا التا کاخ، کاخ کہتے ہیں محل کو، محل کا التا لحم، لحم کہتے ہیں گوشت کو۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو بہ نسبت فاضل مضمون نگار کے لالہ صاحب کے سمند تخیل نے زیادہ باقاعدگی سے خرام ناز کیا ہے۔ فاضل مضمون نگار کو بہت زیادہ کھائیاں اور خندقیں کودنا پڑی ہیں تب کہیں جاکر برقعہ تک ان کی رسائی ہوئی ہے۔ میں اپنے مضمون کو زیادہ خندہ آفریں بنانا نہیں چاہتا اس لئے اصل موضوع کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ لغت میں جلباب کے معنی خواہ وہ جلب جلب سے بنا ہو یا جلب سے اس وسیع چادر کے ہیں جو سب کپڑوں کے اوپر اُڑھي جاتی ہے اور قرآن کے الفاظ یدنین علیہن من جلابیبہن (اپنے اوپر اپنی چادریں اُڑھ لیا کریں) کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ چادریں اُڑھ کر منہ چھپا لیا جائے اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھی جائے، دوسرا قول یہ ہے کہ نصف چہرہ چھپا لیا جائے، تیسرا قول یہ ہے کہ پیشانی اور ناک سے نیچے کا حصہ چھپا لیا جائے

اور دونوں آنکھیں کھلی رہیں ، چوتھا قول یہہ ہے کہ سر اور گلے کی ہندسلی چھپا لی جائے اور چہرہ کھلا رکھا جائے ۔ یہہ اختلاف صرف اس بنا پر ہے کہ الفاظ قرآنی کسی بات پر دلالت نہیں کرتے ؟ جس کے نزدیک جو طریقہ مناسب تھا وہی اس نے بطور تفسیر بیان کر دیا ۔ اگر چہرہ کھلا رکھا جائے اور تمام جسم اور سر چادر سے چھپا لیا جائے تو خدا کے حکم کی تعمیل ہو جاتی ہے ؟ چنانچہ مجاہد نے جو امام مفسرین کہلاتے ہیں یہہ تفسیر کی ہے کہ چادریں اوزہہ کر امتیاز پیدا کر لیا جائے ، وہ منہ چھپانے یا نہ چھپانے کا کچھہ ذکر نہیں کرتے ۔ یہہ تفسیر بالکل الفاظ قرآنی کے مطابق ہے ؟ کیونکہ حکم صرف امتیاز پیدا کرنے کے لئے ہے کہ مسلمان عورتیں اس طبقہ کی عورتوں سے ممتاز ہو جائیں جن کو شریر و نامہذب لوگ چھیڑتے ہیں اور اس سے خدائے تعالیٰ کا جو منشاء ہے وہ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان عورتیں ان عورتوں میں شامل نہ ہوں جن کو بدمعاش لوگ چھیڑنے کی جرأت کرتے ہیں اور اپنا چال چلن طریقہ اور وضع قطع ایسی رکھیں کہ کسی کو ان کے چھیڑنے کا خیال نہ ہو ۔ اگر کسی زمانہ میں یا کسی ملک میں بجائے جامباب کے شریف و نیک چلن خواتین کا اور کوئی لباس ہو جس سے وہ بدنام طبقہ کی عورتوں سے ممتاز رہتی ہوں تو وہی لباس خواہ اس سے منہ چھپتا ہو یا نہ چھپتا ہو پہننا ضروری ہوگا ؟

کیونکہ مقصد یہی بیان کیا گیا ہے کہ ان یعرفن فلا یوذین  
 (وہ شناخت کر لی جائیں تو کوئی چھپے نہیں)؟ اور اگر  
 کسی زمانہ میں یا ملک میں یہ علت جس کی بنا  
 پر جلباب اوڑھنے کا حکم دیا گیا ہے موجود نہ ہو تو یہ حکم  
 بھی باقی نہ رہے گا؟ بلکہ اگر علت بھی موجود ہو اور  
 اسی زمانہ میں کسی وقت یہ خطرہ نہ ہو تو اس وقت  
 بھی اس حکم کی تعمیل ضروری نہ ہوگی۔ اس صورت  
 میں اس آیت کا بھی پردہ سے کوئی تعلق باقی نہیں  
 رہتا۔ فرض یہ کہ قرآن مجید سے نہ تو یہ ثابت  
 ہوتا ہے کہ عورتیں گھر سے باہر جائیں تو چہرہ چھپا  
 لیا کریں نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ کھول لیا کریں۔  
 اس لحاظ سے یہ مسئلہ صرف ایک تمدنی و معاشرتی  
 مسئلہ رہ جاتا ہے۔ اگر ہماری قومی و ملکی ضرورتیں اور  
 مصلحتیں مجبور کریں کہ عورتیں چہرے چھپا کر باہر  
 نکلا کریں تو چہرہ چھپا لیا جائے اور اگر عورتوں کے  
 چہرے چھپانے کی ضرورت نہ سمجھی جائے تو چہرہ کھول  
 کر نکلا کریں۔ قرآن صرف فتنہ و فساد اور فحش و مکروہات  
 کا مخالف ہے؟ ان سے تحفظ کی جس زمانے اور جس  
 ملک میں جو تدبیر مناسب ہو وہ کی جائیں۔

احادیث اور پردہ

احادیث کا مجھے جہاں تک علم ہے کوئی حدیث

موجود نہیں ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان عورتوں کو منہ چھپاکر باہر نکلنے کا حکم دیا ہو یا اجازت دی ہو؟ نہ ایسی کوئی صحیح حدیث موجود ہے جس میں عورتوں کو منہ کھول کر باہر نکلنے کا حکم دیا ہو یا اجازت دی ہو۔ اگر مسلمان عورتیں پردہ کرتی ہوں تو ملکی رواج کے مطابق پردہ کرتی ہوں گی؟ کیونکہ عرب میں قبل اسلام سے پردے کا رواج تھا اور اکثر قبائل بھی عورتیں چہروں پر نقاب ڈالا کرتی تھیں؟ صرف بعض قبائل ایسے تھے جن کی عورتیں بے نقاب باہر پھرتی تھیں۔

ابو داؤد میں ایک روایت ہے جس سے ثابت کیا جاتا ہے کہ آنحضرت نے عورتوں کو چہرہ اور پہنچوں تک دونوں ہاتھ کھول کر فیروز مردوں کے سامنے آنے کی اجازت دی ہے۔ روایت یہ ہے کہ جس کی راوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں کہ آنحضرت کی خدمت میں حضرت اسماء حاضر ہوئیں؟ وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ آنحضرت نے انہیں دیکھ کر منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے سوا اور کوئی حصہ بدن کا ظاہر نہ ہونا چاہئے؟ لیکن یہ روایت بالکل نامعتبر ہے کیونکہ خالد بن ولید تابعی جو حضرت عائشہ سے روایت کرتا

ہے اس کا سماع حضرت عائشہ سے ثابت نہیں ہے -  
اس لئے یہہ روایت منقطع ہے جو قطعی ناقابل لحاظ  
ہوتی ہے -





